محاسنِ امامِ اعظم

مُصنّفہ

جناب اُستاذ العلماء حضرت علامہ مُحدّث ثناء اللہ صاحب
سُنّی حنفی قادری دامت برکاتہم العالیہ

ناشِر

حنفی دار الاشاعت مدرسہ حنفیہ اہلسنت بحر العلوم
مئوناتھ بھنجن۔ اعظم گڈھ

کاتب منور علی مئوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

حمد کی جان اس مالک و مولیٰ پر قربان جو منفرد ہے اپنی ذات وصفات میں اس کا کوئی شریک نہیں اور صلوٰۃ وسلام نازل ہو رحمۃ اللعالمین محمد رسول اللہ اور اُن کے آل اطہار وصحابہ کرام پر اور ان کے طریقہ پر چلنے والے ائمہ مجتہدین علماء کاملین پر۔ برادران اسلام

برادران اسلام

ائمہ مجتہدین کہ جن کو رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل عظیم سے نوازا انکو منصب
تفقہ فی الدین کا حامل بنا کر منصب اجتہاد بخشا ان لوگوں نے اپنی علمی واجتہادی بصیرت سے
قوم مسلم کے لئے دینی معلومات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع فرمایا قرآن وحدیث کی روشنی میں
مسائل دینیہ کا استخراج فرما کر امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان فرمایا ان کو گمراہی وہوا پرستی کی
بھیانک تاریکیوں سے نکال کر ہدایت ونجات کی نورانی راہ پر چلنے کی رہنمائی فرمائی ان پاکیزہ
نفوس کے متعلق بعض آوارہ ذہن قسم قسم کی قیاس آرائیاں کرتے ہیں کبھی ان کو دین کا مسخ کرنے
والا کہتے ہیں اور کبھی کچھ کبھی کچھ مگر حق یہ ہے کہ ان کی دینی وعلمی خدمات اس قدر زبردست ہیں
کہ یہ لوگ ان سے حسد کرتے ہیں ظاہر ہے کہ حاسدوں کو خوبیاں کم نظر آتی ہیں وہ تو اپنے
مخصوص عینک سے دیکھتا ہے اسکو وہی نظر آتا ہے جو اسکے آئینۂ دل کا عکس ہوتا ہے بہر کیف
اس مختصر رسالہ میں کوئی طویل بحث یا مناظرانہ پہلو اختیار نہیں کرنا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ہم
سنی حنفی ہیں اس حیثیت سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ سوانح حیات ان کی
حدیث دانی اور ان پر عبور ان کا تفقہ فی الدین اور کشف وکرامات ان کی عبادت وریاضت
انھیں چند باتوں کو سرسری طور پر ذکر کرنا ہے امید ہے کہ اگر اغیار بھی بنظر انصاف دیکھیں گے
تو ہدایت ونجات اور رحمت ورضوان کی پُر بہار منزل میں پہونچیں گے۔

سوانح حیات امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اکثر مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کی پیدائش ۸۰ھ کوفہ میں ہوئی اور آپ عجمی النسل ہیں اور آپ کے جد امجد اہلِ فارس سے تھے۔ آپ کا نام نعمان ہے اور کنیت ابو حنیفہ ہے اور آپ کا لقب مشہور فی العالم امام اعظم ہے۔ بعض لوگ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عزت عظمت پر عیب لگانے کیلئے یہ کہتے ہیں کہ وہ تو خاندانی غلام تھے۔ مگر یہ سراسر غلط و بے بنیاد بات ہے کہ وہ غلام تھے بلکہ حق و صحیح وہ ہے جو تہذیب الکمال میں مذکور ہے۔ اسمٰعیل ابن حماد ابن ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ہم فارسی ہیں احرار ہیں قسم خدا کی غلامی کبھی ہمارے پاس نہیں آئی۔ آپ کے والد کا نام ثابت ہے۔ امام اعظم کے دادا خباب ثابت کو لے کر بچپن کے زمانہ میں حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ثابت اور ان کی اولاد کے حق میں دعاء خیر و برکت فرمائی رب تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی کہ آفتاب علم و فقہہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے۔ (خیرات الحسان)

تحصیلِ علم کی طرف رغبت

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی باپ دادا سے تجارت بہت اعلیٰ پیمانے پر چلی آرہی تھی اسلئے امام صاحب بھی تجارت ہی میں مشغول تھے آپ حسب معمول بازار جارہے تھے راستہ میں حضرت امام شعبی جو کوفہ کے مشہور و معروف محدث و فقیہہ تھے ملاقات ہوگئی امام شعبی نے

ابو حنیفہ کی نورانی پیشانی سے ذکاوت و ہوشمندی شرافت و نجابت کے جو انوار دیکھے دریافت فرمایا
کہ تم کس سے پڑھتے ہو امام صاحب نے افسوس کے ساتھ جواب دیا کہ کسی سے نہیں امام شعبی نے
فرمایا کہ مجھکو تم میں قابلیت و امامت کے جوہر نظر آتے ہیں تم علم حاصل کرو علمائے دین کے
مجالس میں بیٹھا کرو اس نصیحت نے قلب پر ایسا اثر کیا کہ امام صاحب نے اسی وقت سے بازار جانا
ترک فرمایا۔ اور علم کی تحصیل میں پوری توجہ کے ساتھ مائل ہو گئے اور دیگر علوم میں مہارتِ تامہ
اور کمال دسترس حاصل کرنے کے بعد۔ علم کلام۔ علم حدیث۔ علم فقہ میں تو وہ فوقیت حاصل فرمائی
کہ موافق تو موافق حاسدوں اور دشمنوں نے بھی سر ٹیک دیا جو سامنے آیا اسکو امام صاحب کے
علم و فضل کا اعتراف کرنا ہی پڑا ایسا کیوں نہ ہوتا اسلئے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کا علم نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا ایک روشن معجزہ اور بشارتِ عظمیٰ ہے۔ جیسا کہ مسلم و بخاری میں بروایت ابو ہریرہ رض
مروی ہے۔ فوضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی سلمان ثم قال لو کان
الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ابناء فارس اور طبرانی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کان العلم عند الثریا لتناولہ
رجال من ابناء فارس۔ اور ابو نعیم اور شیرازی میں ہے لو کان العلم معلقا عند الثریا
لتناولہ رجال من ابناء فارس۔ قال الحافظ الجلال الدین السیوطی ھذا اصل
صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ بابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ وفی الفضیلۃ التامۃ
یعنی مسلم اور بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا اور پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے
پاس ہو تو فارس والے ضرور اسکو حاصل کر لیں گے۔ (ثریا آسمان کے چند ستاروں کا نام ہے)

اور طبرانی میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر علم ثریا کے پاس ہو جب بھی فارس والے اسکو حاصل کریں گے اور شیرازی میں ہے کہ اگر علم ثریا کے پاس معلق ہو تو بھی ضرور اسکو فارس والے حاصل کریں گے۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی نے فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علو مرتبت و فضیلت تامہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت عظمیٰ قابل اعتماد ہے جس کی اصل موجود ہے اور حدیث میں موجود ہے جس میں صاف اشارہ امام اعظم ابو حنیفہ کی طرف ہے۔

وقال صاحب السیرۃ ان ابا حنیفۃ ہو المراد من ہذا الحدیث ظاہر لاشک فیہ لانہ لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغہ احد۔ یعنی صاحب سیر نے فرمایا کہ اس حدیث سے مراد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ شک و شبہ کی گنجائش نہیں اسلئے کہ فارس والوں میں سے علم کی اس ارتقائی منزل پر جہاں ابو حنیفہ پہونچے دوسرا نہ پہونچ سکا۔ نیز فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں اور سلمان فارسی صحابی ہیں سلمان فارسی اس حیثیت سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور دیگر خصوصیات کی بناء پر وہ افضل ہیں ابو حنیفہ سے لیکن علم و اجتہاد اور دین کی نشر و اشاعت اور احکام شرع کی تدوین و جمع میں ابو حنیفہ سے افضل اور بڑھکر نہ تھے اور اس میں کوئی قباحت بھی نہیں اسلئے کہ ایسا ہوتا ہے کہ بعض خوبیاں مفضول میں پائی جاتی ہیں جو افضل میں نہیں پائی جاتی اس سے بھی پتہ چلا کہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہ میں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ مستقبل میں ہونے والے واقعہ کی خبر دی ہے اس سے مراد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کما لا یخفیٰ۔ (فضیلت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ)

ابن عبد البر نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کو برائی کے ساتھ یاد نہ کرو جو ان کی برائی بیان کرے اس کی ہرگز تصدیق نہ کرو اس لئے کہ میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ افضل زیادہ پرہیزگار زیادہ فقیہہ کسی کو نہیں دیکھا خیرات الحسان میں ہے کہ حضرت وکیع کے پاس ایک شخص نے کہا کہ ابو حنیفہ نے فلاں مسئلہ میں خطاء کی اس پر اس شخص کو حضرت وکیع نے ڈانٹا اور فرمایا کہ جو ایسا کہتا ہے وہ جانور ہے بلکہ جانور سے بھی گمراہ تر ہے ابو حنیفہ کیسے خطاء کر سکتے ہیں اس حال میں کہ ان کے پاس حدیث وفقہ کے امام، امام ابو یوسف وامام محمد وغیرہما رہتے ہیں اور علم لغت وعربیہ کے امام ان کے پاس رہا کرتے ہیں اور زہد وتقویٰ کے امام، فضیل وداؤد طائی وغیرہما موجود رہتے ہیں جن کے پاس بیٹھنے والے تلامذہ ایسے جلیل القدر حضرات ہیں وہ غلطی نہیں کر سکتا اگر غلطی کریں گے تو یہ حضرات فوراً حق کی طرف ان کی رہنمائی فرمادیں گے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حساد ان کی شان رفیع میں نقص پیدا کرنے کیلئے اعتراض کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ قرآن وحدیث میں اپنی رائے کو دخل دیتے ہیں اور اپنی رائے وسمجھ کو حدیث سے بالاتر سمجھتے ہیں یہ امام ابو حنیفہ پر بہتانِ عظیم ہے ان کا دامن اس قسم کے گندے افتراء سے پاک ہے خیرات الحسان میں شیخ شہاب الدین شافعی فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میں مسائل کے استخراج واستنباط میں سب سے پہلے قرآن مجید میں غور کرتا ہوں اگر مجھکو وہاں اس مسئلے کا حکم نہ ملا تو میں سنتِ رسول اللہ احادیث میں غور کرتا ہوں اور اگر وہاں بھی مجھ کو اس مسئلہ کا حکم نہ ملا تو قول صحابہ کو دیکھتا ہوں اگر صحابۂ کرام کا آپس میں اس مسئلہ میں اختلاف رہا تو ان کے اقوال

میں سے اسی قول کو اختیار کرتا ہوں جو قرآن اور احادیث کے قریب تر ہے بہر کیف ان کے اقوال سے باہر قدم نہیں رکھتا اور اگر صحابہ میں سے کسی کا قول اس مسئلے میں نہیں پاتا تو تابعی کے قول کو نہیں پاتا (لیتا) (اسلئے کہ ابو حنیفہ خود تابعی ہیں) بلکہ ان لوگوں نے جیسے اجتہاد سے کام لیا ہے میں بھی اجتہاد کرتا ہوں ان ٹھوس حقائق کے ہوتے ہوئے تعجب ہے ان حضرات پر جو مسلمانوں کو آزار و تکلیف پہونچانے کے لئے یہ کہا کرتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ تو اپنی رائے کو قرآن و حدیث پر مقدم رکھتے ہیں (العیاذ باﷲ) بعض کم علم حضرات کا یہ خیال خام ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ مجتہد تھے حدیث نہیں جانتے تھے وہ محدث نہ تھے اور ان کا یہ بھی خیال ہے کہ محدث مجتہد سے بڑا ہوتا ہے جس کا ادنیٰ بھی تعلق علم سے ہے وہ خوب جانتا ہے کہ یہ دونوں باتیں بالکل غلط و بے بنیاد ہیں جکی میں قدرے وضاحت کرونگا۔

امامِ اعظم ابو حنیفہؒ بحیثیت محدّث

حافظ ابو المحاسن شافعی نے عقود الجمان میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تین سو انیس (۳۱۹) شیوخِ حدیث کے نام بقید نسب لکھے ہیں اور امام ابو حفص کبیر نے چار ہزار شیوخِ حدیث لکھا ہے۔ اور علامہ ذہبی نے کہا خلق کثیر یعنی امام صاحب کے استادوں کی ایک کثیر تعداد ہے آپ کے استاد حدیث میں امام شعبی۔ حضرت حماد، سلمیٰ بن کہیل، عون ابن عبد اللہ، سماک ابن حرب، عدی ابن ثابت انصاری، امام اوزاعی، مکحول وغیرہ ہم جیسے جلیل القدر محدثین تھے جن کی شخصیت علم حدیث میں مسلم الثبوت ہے۔ ان میں اکثر سے

امام صاحب نے سند حدیث بھی لی ہے اور امام صاحب کے شاگرد حدیث میں یحییٰ ابن سعید القطان
جو فن حدیث میں جرح و تعدیل کے امام اور جن کے شاگرد علامہ عبدالرزاق جیسا محدث جن
کی جامع کبیر سے امام بخاری نے فائدہ اٹھایا اور جن کے شاگرد وکیع ابن الجراح جنکی نسبت
امام حنبلؒ نے فرمایا کہ حدیث و اسناد کے حفظ میں وکیع کا کوئی ہمسر نہیں اور عبداللہ ابن مبارک
جن کو فن حدیث کا امیر المومنین تسلیم کیا گیا ہے اگر امام صاحب فن حدیث کے ایک معمولی
شخص ہوتے تو یہ ائمہ حدیث ان کے سامنے سر نہ جھکاتے کہنا یہ ہے کہ فن حدیث میں
امام صاحب کا ایک بلند مقام تھا اسلئے علامہ ذہبی نے اور حافظ ابوالمحاسن شافعی نے امام
صاحب کو محدث ہی نہیں بلکہ حفاظ محدثین کی صف میں شمار کیا ہے۔ (حفاظ جمع ہے حافظ
کی اور حافظ محدثین کی اصطلاح میں اس محدث کو کہتے ہیں جس کو ایک لاکھ حدیثیں یاد ہوں
اور جامع الاصول میں مخدوم شیخ احمد نے لکھا ہے والتاسع عشر ون تعتمد خمسة
احادیث انتخبتها من خمس مائة الف حدیث۔ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنے صاحبزادے حضرت حماد کو بیس نصیحتیں فرمائی تھیں کہ اگر تم نے ان پر پابندی کیساتھ
عمل کیا تو انشاءاللہ تعالیٰ تمھارے لئے دینی سعادت کی امید ہے ان بیس نصیحتوں میں سے
انیسویں نصیحت میں فرماتے ہیں کہ تم اگر ان پانچ حدیثوں پر اعتماد کرو جن کو میں نے پانچ
لاکھ حدیثوں سے منتخب کیا ہے آگے پھر ان پانچ حدیثوں کا ذکر ہے جامع الفصول کی عبارت
سے صاف ظاہر ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو پانچ لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔
یہیں سے پتہ چلا جو یہ کہتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ کو تو صرف سترہ ۱۷ حدیثیں یاد تھیں۔
لعنت اللہ علے الکاذبین اگر امام صاحب کے شاگردوں کی تصنیفوں کو دیکھیں جو فن حدیث

میں لکھی گئیں ہیں جن میں روایت امام صاحب سے ہے جن کی سند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصلاً مرفوع ہے ان میں سے چند کتابوں کے نام بتا دیتا ہوں ہو سکتا ہے کہ وہ حضرات جن کا دماغی توازن صحیح ہے توبہ کر کے راہِ سنّت پر آجائیں۔

سُنو۔ مؤطا امام محمد۔ کتاب الحج لامام محمد۔ وکتاب الآثار۔ مسند کبیر لامام محمد۔ کتاب الخراج لامام ابی یوسف۔ شرح معانی الآثار۔ مشکل الآثار۔ جامع کبیر تصانیف حاکم۔ وتصانیف دار قطنی۔ وتصانیف بیہقی۔ اور اسکے علاوہ بہت سی حدیث کی کتابیں جن میں امام ابو حنیفہ سے حدیثیں صحیح سندوں کے ساتھ مروی ہیں اس زمانے کے بعض حضرات جن کے علم کی آخری منزل بخاری ومسلم یا دو چار اور کتابوں تک ہے جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ جو مسئلہ ان کتابوں کی حدیثوں سے ثابت ہے وہی حق ہے بقیہ سب غلط ہے یہ جہالت کی انتہائی منزل ہے بلکہ حق یہ ہے کہ سیکڑوں کتب احادیث ایسی ہیں کہ جن میں لاکھوں صحیح حدیثیں موجود ہیں جو مسلم وبخاری میں نہیں۔ بخاری شریف میں تو مکرر حدیثوں کو حذف کرنے کے بعد صرف چار ہزار حدیثیں ہیں۔ کذا ذکرہ النووی فی التھذیب یہ بعد والے محدثین مثلاً امام بخاری و امام مسلم و امام ترمذی وغیرہم یہ سب کے سب فن حدیث میں حنفیوں کے خرمنِ علم کے خوشہ چیں ہیں امام بخاری کے شاگرد امام مسلم و امام ترمذی ہیں اور امام بخاری کی حدیث میں ایک پختہ حنفی محدث ہیں جو شدت کے ساتھ ابو حنیفہ کی تقلید فرماتے تھے اور یہ وہ معتمد محدث ہیں کہ امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری میں ان سے روایت کی ہے ان حضرات سے دریافت کرو کہ اس حنفی محدث کا کیا نام ہے جس سے امام بخاری نے بخاری شریف میں روایت کی ہے دیکھو تو اپنی جہالت سے

انکار کرتے ہیں یا اس محدث کا نام بتاتے ہیں ساری قابلیت کا پردہ یہیں چاک ہو جاتا ہے

کیا ان ٹھوس حقائق کے پیشِ نظر کسی ایماندار کی غیرت یہ گوارہ کر سکتی ہے جو یہ کہے کہ

امام اعظم ابو حنیفہ مجتہد تھے محدث نہ تھے ان کو فن حدیث میں کمالِ دسترس نہ تھی

بہر کیف اہلِ علم کے نزدیک مجتہد کا مقام بہت بلند و بالا ہے۔

مُجتہد و مُحدّث میں فرق

خیرات الحسان میں ہے کہ محدث محض ایک عطار کی مانند ہوتا ہے جو صرف دواؤں کے نام بتا دیتا ہے دواؤں کے رکھنے کی جگہ بتا دیتا ہے دواؤں کو نکال دیتا ہے مگر اس کی ماہیت و خاصیت اور کیفیت سے بے خبر ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جو دواؤں کی ماہیات و خاصیات اور کیفیات سے پورا پورا واقف ہوتا ہے اسی طرح محدث راویوں کی روایت کو من و عن بیان کر دیتا ہے لیکن اسکے علمی نکات سے بے خبر ہوتا ہے اور مجتہد وہ ہے جو روایت و درایت دونوں کا حامل ہوتا ہے اور اس حدیث سے علمی نکات نکالتا ہے کہاں عطار اور کہاں طبیب حاذق کہاں محدث اور کہاں مجتہد حامل و درایت خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ مجتہد کسی مسئلہ میں اسی وقت اجتہاد کر سکتا ہے جب کی قرآن و احادیث پر کمالِ دسترس رکھتا ہو بیشک امام صاحب مجتہد تھے فقیہ تھے ان کے زمانیکے ذی العلم علماء چاہے وہ محدثین کی صف میں تھے یا محدث و مجتہد تھے سب کو یہ تسلیم تھا کہ امام صاحب کو اجتہاد میں وہ مقام حاصل ہے جہاں دوسرے کی رسائی نہیں اور سب کے نزدیک امام صاحب کا

مذہب قابل اعتماد و قابل قبول تھا امام صاحب کے حفظ حدیث اور شانِ اجتہاد کا اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حضرت اعمش جو ماہر فن حدیث تھے ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے چند مسائل حضرت اعمش سے دریافت کیا گیا تو حضرت اعمش نے امام صاحب سے فرمایا کہ آپ ان مسائل کے بارے میں کیا فتویٰ دیتے ہیں امام صاحب نے ان سب مسائل کا جواب ایسی خوبی کے ساتھ دیا کہ ان کے استاد حیران رہ گئے اور فرمایا کہ یہ آپنے کہاں سے حاصل کیا اس پر امام صاحب نے فرمایا کہ آپ کی ان احادیث سے جن کی روایت آپنے مجھ سے کی ہیں۔ پھر امام صاحب نے متعدد حدیثوں کو مع سند کے جو اپنے استاد حضرت اعمش سے سنی تھیں پڑھنا شروع کر دیا ان کے استاد نے فرمایا کہ بس کیجئے جو حدیثیں کی میں نے آپ سے سو دنوں میں بیان کی تھیں آپنے ان کو تھوڑی دیر میں بیان کر دیا مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ احادیث سے ایسے علمی نکات نکالیں گے اور اس طرح مسائل کا استخراج فرمائیں گے۔ بیشک اے جماعت فقہاء، تم لوگ طبیب حاذق ہو اور ہم محدثین عطاروں کے مانند ہیں بیشک اے مرد کامل آپ نے حدیثوں کو روایت و درایت دونوں طرح حاصل کر لیا یعنی تم عطار بھی اور طبیب حاذق بھی یعنی تم محدث بھی ہو اور مجتہد و فقیہہ بھی خیرات الحسان

ایک دوسرا واقعہ - عبد اللہ ابن مبارک جن کو فن حدیث کا امیر المومنین تسلیم کیا گیا ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد مشہور ہیں ان کی خواہش ہوئی کہ امام صاحب کے استاد حضرت امام اوزاعی جو ماہر فن حدیث ہیں ان سے بھی حدیث کی سند حاصل کریں اس ارادے سے انھوں نے بیروت کا سفر کیا پہلی ہی ملاقات میں امام اوزاعی نے پوچھا کہ

شہر کوفہ میں کون شخص پیدا ہوا ہے جو دین میں نئی باتیں نکالتا ہے عبداللہ ابن مبارک نے
کوئی جواب نہیں دیا اور مکان چلے آئے اور امام ابوحنیفہ کی روایت کردہ حدیثوں کے کچھ اجزاء
جس میں کہ امام صاحب نے مسائل کا استخراج فرمایا تھا ساتھ لے کر پھر امام اوزاعی کی خدمت میں
حاضر ہوئے امام اوزاعی نے ان کے ہاتھ سے وہ اجزاء لے لئے جس کے پہلے صفحہ پر لکھا تھا۔
قال نعمان ابن ثابت امام اوزاعی دیر تک ان اجزاء کو دیکھتے رہے پھر پوچھا کہ یہ نعمان
کون بزرگ ہیں عبداللہ ابن مبارک نے فرمایا کہ عراق کے ایک شخص ہیں جن کی صحبت میں
رہا ہوں امام اوزاعی نے فرمایا کہ بڑے پایہ کا شخص ہے تم اسکے پاس جاؤ مزید ان سے علمِ
دین حاصل کرو اس پر عبداللہ ابن مبارک نے کہا کہ یہ وہی امام ابوحنیفہ ہیں جن کو آپ نے
بدعتی کہا تھا امام اوزاعی کو اپنی غلطی پر بڑا افسوس ہوا اتفاق سے حج کے موقعہ پر امام اوزاعی
مکہ معظمہ پہونچے تو امام صاحب سے ملاقات ہو گئی تو ان اجزاء کے مسائل زیرِ بحث آئے تو امام
صاحب نے اس خوبی سے ان مسائل کی وضاحت فرمائی کہ امام اوزاعی حیران ہو کر رہ گئے امام
صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد امام اوزاعی نے عبداللہ ابن مبارک جو وہاں موجود تھے
ان سے فرمایا کہ اس شخص کے کمال علمی اور شان محققانہ کی بناء پر لوگ ان کے حاسد ہو گئے
ہیں بلاشبہ میری بدگمانی غلط تھی میں نے ان کو اس کے خلاف پایا جو خبر مجھکو ملی تھی۔ میں
اللہ سے استغفار کرتا ہوں اپنی اس غلط بدگمانی پر مجھکو اس کا بے حد افسوس ہے۔ بیشک وہ
فقیہ ہیں بیشک وہ فقیہ ہیں بیشک وہ فقیہ ہیں۔ قال احمد ابن حجر الشافعی
المکی اور تعائیق الانوار میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص فقہ میں
معرفت تامہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کی شاگردی اختیار کرے

نیز امام شافعی نے فرمایا کہ لوگ فقہ واجتہاد میں امام ابو حنیفہ کے سامنے مانند بچوں کے ہیں
میرے علم میں ان سے بڑا فقیہ کوئی نہیں ہے اور خطیب نے بعض ائمہ سے نقل فرمایا ہے کہ
مسلمانوں پر واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ کے لئے اپنی نمازوں میں دعائے خیر کرتے رہیں اسلئے
کہ انھوں نے احادیث نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فقہی مسائل کی روشنی میں لوگوں کیلئے
مدون ومحفوظ فرمایا اور فرمایا نضر ابن شمیل میں کی لوگ علم فقہ سے خواب وغفلت میں تھے
امام ابو حنیفہ نے لوگوں میں بیداری پیدا کی اور فرمایا حافظ عبد العزیز ابن ابی رواد نے کی جس
کے دل میں ابو حنیفہ کی محبت ہے وہ سنی ہے اور جسکے دل میں ان سے بغض ہے وہ بدعتی ہے
ان کے علاوہ بے شمار محدثین ومجتہدین وعلماء سلف کے اقوال زریں امام صاحب کے علمی فضل و
اجتہادی کمال میں مروی ہیں جن کا شمار اس مختصر میں دشوار۔

امام صاحب کی عبادت وریاضت

علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی عبادت وریاضت وتلاوت قرآن۔
قیام لیل وتہجد بطور خبر تواتر کے مروی ہے جس میں شک وشبہہ کی رسائی نہیں رات میں
طول قیام کی وجہ سے آپ کو ستون کہا جاتا تھا تیس سال تک ایسا ہوا کہ امام صاحب رات
کی ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم فرمایا کرتے تھے اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز چالیس سال
تک پڑھا اکثر یہی ہوتا تھا کہ پورا قرآن رات کی ایک ہی رکعت میں پڑھ لیا کرتے تھے اور
خشیت الٰہی سے ایسا روتے کہ آپ کے رونے کی آواز سنکر پڑوسی ترس کھایا کرتے تھے اور

امام صاحب نے اپنی عبادت کی جگہ سات ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم فرمایا تھا عبداللہ ابن مبارک
کے پاس ایک شخص نے امام صاحب کی شانِ رفیع میں کچھ بے ادبی کا جملہ کہا اس پر عبداللہ
ابن مبارک نے فرمایا کہ تم ایسے شخص کی شان میں بے ادبی کرتے ہو جس نے پینتالیس سال
تک پانچوں وقت کی نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھی ہو اور جو قرآن کو ایک ہی رکعت میں ختم
کرلیا کرتا تھا جو علم و تفقہ فی الدین مجھکو حاصل ہے وہ سب انھیں کے فیض کی برکت ہے۔
ابو مطیع فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں طواف کے لئے رات کے جس حصہ میں بھی میں پہونچا میں نے
وہاں ابو حنیفہ اور حضرت سفیان کو طواف کرتے ہوئے پایا امام صاحب نے پچپن۵۵ حج فرمایا اور
جب آخری حج کو تشریف لے گئے تو محض اس سنّتِ رسول اللہ کو ادا کرنے کے لئے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھی ہے خانہ کعبہ کے دربانوں کو اپنا نصف
مال دیدیا تاکہ وہ آپ کو خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے دیں چنانچہ آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے
تو نصف قرآن ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھا پھر نصف آخر دوسرے پاؤں پر پھر فرمایا اے
میرے رب میں نے تیری معرفت حاصل کی جیسا کہ میرے لائق تھی اور میرے علم کی بس کی تھی
مگر جیسا کہ تیری عبادت کا حق تھا وہ پورا نہ کرسکا اے مالک و مولیٰ کمالِ معرفت کے صدقے
میں میرے نقصان عبادت کو بخش دے فوراً ہاتف غیبی نے خانۂ خدا کے ایک گوشہ سے ندا دی کہ
تم نے معرفت حاصل کی اور خوب معرفت حاصل کی اور تم نے عبادت میں اخلاص کو اختیار کیا
ہم نے تمھاری مغفرت کردی اور قیامت تک جو تمھارے مذہب کا پیروی کرنیوالا ہوا انکی بھی
امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کا یہ معمول تھا کہ رمضان شریف میں
بشمول عید آپ باسٹھ ختم فرمایا کرتے تھے اس طرح کی ایک ختم دن میں اور ایک ختم رات

اور ایک تراویح میں اور ایک ختم عید میں۔ اور حضرت مسعر فرماتے ہیں کہ جب میں امام صاحب کی خدمت میں پہونچا تو میں نے یہ دیکھا کہ امام صاحب صبح کی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے اور ظہر تک لوگوں کی تعلیم میں مشغول رہے پھر ظہر کی نماز ادا فرمائی اور عصر تک تعلیم میں مشغول رہے پھر نماز عصر ادا فرمائی اور پھر مغرب کے قریب تک تعلیم میں مشغول رہے پھر نماز مغرب ادا فرمائی اور عشاء تک تعلیم میں مشغول رہے۔ میں نے اپنے جی میں خیال کیا کہ یہ کس وقت عبادت کرتے ہیں ضرور میں آج دیکھوں گا جب لوگ رخصت ہوے تو مسجد کی طرف عمدہ لباس پہن کر تشریف لے گئے اور نماز شروع کر دی یہاں تک کہ صبح کر دیا پھر مکان تشریف لے گئے اور اپنا معمولی لباس پہن کر نماز فجر کے لئے تشریف لائے نماز فجر ادا فرما کر تعلیم کے لئے بیٹھ گئے پھر اسی طرح عشاء تک تعلیم میں مشغول رہے میں نے اپنے جی میں خیال کیا کہ آج نشاط و سرور کے عالم میں ہوں گے اسلئے پوری رات عبادت میں گذار دی پھر آج کی رات بھی دیکھونگا کہ کب آرام فرماتے ہیں آج کی رات بھی آپنے عبادت میں گذار دی جیسے کہ پہلی رات میں کیا تھا یہاں تک کہ مسلسل تین راتوں میں میں نے آپ کا وہی معمول دیکھا جو میں نے پہلے دن و رات میں دیکھا علامہ مسعر فرماتے ہیں کہ میں نے عہد کر لیا کہ جب تک زندگی ساتھ دے گی میں ان کا ساتھ نہ چھوڑوں گا اور انھیں کی خدمت میں رہوں گا فرماتے ہیں کہ میں نے امام صاحب کا ہمیشہ وہی معمول دیکھا جو میں نے پہلے دن دیکھا تھا نماز ظہر سے پہلے تھوڑی دیر قیلولہ فرمایا کرتے تھے اور علامہ مسعر کا انتقال سجدہ کی حالت میں امام صاحب کی مسجد میں ہوا۔ کثرتِ عبادت کی وجہ سے امام شیخ شہاب الدین شافعی نے بیان فرمایا کہ امام صاحب نے ایک شخص سے سنا کہ وہ ایک آدمی سے یہ کہہ رہا تھا کہ امام ابو حنیفہ وہ شخص ہیں کہ

ساری رات عبادت الٰہی میں گذار دیتے ہیں اور رات میں سوتے نہیں ہیں یہ بات سنکر امام صاحب نے امام یوسف سے فرمایا کہ کیا یہ اچھی بات ہے کہ لوگ میرے متعلق ایسی بات مشہور کریں جو مجھ میں نہیں پائی جاتی اور کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں پیش کیا جاؤں قسم خدا کی لوگوں کے بیان کے مطابق عمل کروں گا تاکہ خدا کے نزدیک شرمساری نہ ہو اس کے بعد سے امام صاحب کی پوری پوری رات عبادت و دعار اور تضرع و بکاء بسر ہوتی رہی سبحان اللہ یہ تھی خشیت خداوندی اور ذوق بندگی۔

تنبیہ:۔ بعض لوگ اپنی کم فہمی کی وجہ سے امام صاحب پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ امام صاحب جو رات کی ایک رکعت میں پورا قرآن ختم فرماتے تھے یا رمضان شریف میں ایک ختم دن میں اور ایک ختم رات میں فرمایا کرتے تھے یہ معمول تو حدیث کے خلاف ہے اسلئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ قَرَءَ فِیْ اَقَلِّ مِنْ ثَلٰثٍ لَمْ یَتَفَقَّہْ۔ یعنی جس نے تین دن سے کم میں ختم کیا اسنے قرآن سمجھا نہیں مسلمانوں اگر حدیث کا یہی مطلب ہے جیسا کہ ان لوگوں نے سمجھا تو یہ اعتراض صرف امام اعظم ہی پر نہیں بلکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اور تابعین وائمہ مجتہدین اور محدثین عظام بھی ان کے اعتراض کی زد سے محفوظ نہ رہ سکے اس لئے کہ کثیر تعداد صحابۂ کرام وتابعین وائمہ مجتہدین کی پیش کرتا ہوں ہوسکتا ہے کہ مخالفین ہدایت پائیں حضرت علامہ نووی فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے ختم کے لئے کوئی مقدار وقت مقرر نہیں کہ قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کریں بلکہ یہ عابد کے نشاط و سرور پر موقوف ہے اسلئے بعض لوگوں نے ایک رات و دن میں قرآن مجید کو ختم کیا اور بعض نے تین ختم ایک رات و دن میں کیا قال القسطلانی وغیرہ لیس انفق اللہ حیم

کما ان الامر فی جمیع ما مر من الحدیث لیس للوجوب خلافاً لبعض الظاهریة حیث قال بحرمتہ قرائتہ فی اقل من ثلث واکثر العلماء کما قال النووی علی عدم التقدیر فی ذالك وانما ھو بحسب النشاط والقوة وقد کان بعضھم یختم فی یوم ولیلة وبعضھم ثلثا وکان ابن الکاتب الصوفی یختم اربعا فی النھار ویختم اربعا باللیل.

تَرجَمہُ: -یعنی قسطلانی اور اسکے علاوہ محدثین نے فرمایا کہ حدیث میں نہی تحریم کے لئے نہیں ہے جیساکہ تمام حدیثوں میں حکم وجوب کے لئے نہیں ہے البتہ بعض اصحاب ظواہر کا اختلاف ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ تین دن سے کم میں قرآن کا ختم کرنا حرام ہے مگر اکثر علمائے کرام نے جیساکہ علامہ نووی نے فرمایا ہے کہ ختم قرآن کے لئے کسی وقت کی مقدار مقرر نہیں ہے بیشک یہ تو نشاط و سرور اور قوت پر موقوف ہے اسلئے کہ اسلاف قرآن مجید کو ایک رات و دن میں ختم فرماتے اور بعض تین ختم فرماتے اور ابن کاتب صوفی تو چار ختم دن میں اور چار ختم رات میں فرمایا کرتے تھے بلکہ ہندوستان کے عام شہروں کا رواج ہے کہ وہ شبینہ پڑھتے ہیں یعنی رمضان شریف کی ایک رات میں حفاظ لوگ جمع ہوتے ہیں بیس رکعت تراویح میں ختم سحری سے پہلے پہلے پورا قرآن مجید ختم کر لیتے ہیں کس قدر باعث خیر و برکت ہے۔

کشف وکرامت

پروردگار عالم جب کسی شخص پر اپنا فضل فرماتا ہے اور ولایت کی منزل پر اسے پہونچاتا ہے تو خرق عادات چیزوں کا اس سے ظہور ہوتا رہتا ہے زمانہ مستقبل کے حالات و احوال

اس پر منکشف ہو جاتے ہیں اسلئے زمانہ مستقبل کی خبروں اور واقعات کے متعلق جو وہ کہدیتا ہے فرق نہیں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جو وہ کہدیتا ہے اسی کو مولانا معنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یعنی جب انسان مرتبۂ ولایت پر فائز ہوتا ہے تو اس کی بولی خدا کی بولی ہو جاتی ہے ظاہر میں بندے کی زبان ہوتی ہے مگر بولی کسی اور کی ہوتی ہے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محدث و مجتہد ہونے کے ساتھ ساتھ ولی کامل بھی تھے صاحب کشف و کرامات بھی تھے ایک مرتبہ امام صاحب نے اپنے شاگرد حضرت داؤد طائی سے فرمایا کہ تم عابد و زاہد ہو گے اور امام یوسف سے فرمایا کہ تمھارا میلان دنیا کی طرف ہو گا الحمدللہ وہی ہوا جو امام صاحب نے فرمایا حضرت داؤد طائی عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار ہوئے اور حضرت امام یوسف نے قاضی القضاۃ کی کرسی سنبھالی۔

دوسرا واقعہ:۔ ابن ابی لیلے جو شہر کوفہ کے قاضی تھے جب ان کا انتقال ہو گیا تو منصور جو حاکم کوفہ تھا اسنے قضاۃ کی کرسی کو پُر کرنے کے لئے اپنے لشکری کو بھیجا کہ امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت مسعر اور سفیان ثوری اور حضرت شریک کو اپنے ہمراہ لائے چنانچہ وہ لشکری ان چاروں حضرات کو اپنے ہمراہ لے کر چلا تو امام صاحب نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے اپنے اس علم کا اظہار کرتا ہوں جو پروردگار عالم نے مجھ کو عطا فرمایا ہے۔ سنو۔ منصور کے پاس پہونچکر میں تو ایک زیرکی اور دانائی کی بات کروں گا جس کی وجہ سے میں عہدۂ قضاء سے نجات پا جاؤں گا اور حضرت مسعر مجنون و دیوانہ بن جائیں گے

اس طرح وہ بھی عہدۂ قضاء سے نجات پائیں گے اور حضرت سفیان وہ راستہ ہی سے بھاگ جائیں گے اس طرح وہ بھی نجات پاجائیں گے مگر حضرت شریک وہ عہدۂ قضاء سنبھالنے پر مجبور کئے جائیں گے پھر وہ عہدۂ قضاء کو قبول فرمائیں گے جب یہ چاروں حضرات بغداد کے قریب پہونچے تو حضرت سفیان نے لشکری سے فرمایا کہ میں قضاء حاجت کا ارادہ رکھتا ہوں لشکری ان کے ساتھ ساتھ چلا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس پہونچے اور لشکری اس دیوار کے پیچھے ان کے انتظار میں بیٹھ گیا اور آپ آگے بڑھے تو سامنے ایک کشتی دیکھی تو ملاح سے فرمایا کہ یہ شخص جو دیوار کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے وہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے آپ نے جملے سے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ جعل قاضیا فقد ذبح بغیر سکین یعنی جو قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا ملاح کو آپ نے چند دراہیم دیئے اسنے کشتی میں سوار کر لیا اور آپ کو چھپا دیا کشتی لشکری کے سامنے سے گذری وہ آپ کو نہ دیکھ سکا اور روانہ ہو گئے جب بہت دیر ہو گئی تو لشکری نے چند بار آواز دی مگر وہاں کون تھا جو جواب دیتا آخر کار وہ تلاش کے لئے نکلا اور محروم واپس آیا منصور کے پاس جب ان تینوں حضرات کو لیکر پہونچا تو منصور نے حضرت سفیان کے متعلق سوال کیا تو لشکری نے سارا حال بیان کیا اس پر منصور نے اسکو گالی دی اور سزا دی حضرت سب سے پہلے منصور کے پاس جاتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں امیر المومنین آپ کا کیسا مزاج ہے آپ کے بال بچے کیسے ہیں آپ کی کنیز اور آپ کے گھوڑوں کا حال ہے اے امیر المومنین آپ مجھے کوفہ کا قاضی مقرر فرما دیجئے اس پر منصور نے کہا یہ مجنون دیوانہ ہے اسکو یہاں سے الگ کرو اس طرح یہ بھی عہدۂ قضاء سے نجات پا گئے اس کے بعد

اسنے امام صاحب کو طلب کیا امام صاحب تشریف لائے منصور نے قاضی القضاۃ کے عہدے کو آپ کے سامنے پیش کیا آپ نے انکار فرمادیا اور فرمایا کہ میں قاضی کے لائق نہیں ہوں منصور کی پیشانی پر بل آگیا اور اسنے کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں آپ قاضی کے عہدہ کے لائق ہیں اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا کہ اے امیر المومنین آپ نے اپنا فیصلہ خود فرمادیا اسلئے اگر میں سچا ہوں تو میں نے آپ کو خبر دیدی کی میں قاضی بننے کے لائق نہیں اور اگر میں جھوٹا ہوں تو کیسے حلال ہے امیر المومنین کے لئے کہ ایک جھوٹے کو قاضی مقرر کرے اس جواب سے منصور مبہوت ہوگیا کھسیا کر حکم دیا کہ ان کو قید کیا جائے اب رہ گئے صرف حضرت شریک انھوں نے بھی معذرت کے کچھ کلمے شروع کئے اس پر منصور نے کہا چپ رہیئے اب آپ کے سوا کوئی باقی نہ رہا عہدۂ قضاء کو آپ سنبھالئے اس پر قاضی شریک نے فرمایا کہ شرط یہ ہے کہ میرا فیصلہ ناطق ہر ایک پر ہوگا منصور نے کہا منظور ہے اگرچہ میرے لڑکے پر آپ کا فیصلہ ہو تو وہ بھی جاری کیا جائے گا اس پر قاضی شریک نے قضاۃ کی کرسی قبول فرمالی۔ مسلمانوں دیکھا آپ نے وہی ہوا جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے محبوب ولی کامل نے ان حضرات کے بارے میں فرمادیا تھا جب منصور نے امام اعظم کو قید کردیا پھر چند دنوں کے بعد امام صاحب سے کہا کہ اگر قید سے رہائی چاہتے ہیں تو کرسی قضاۃ کو قبول فرمائیے پھر آپ نے انکار فرمادیا پھر اسنے قید خانہ میں بھیجدیا اور کھانے پینے میں بہت تنگی کی پھر کچھ دنوں کے بعد آپ کو طلب کیا اور کہا کہ کرسی قضاۃ کو قبول فرمائیے پھر آپ نے سختی سے انکار فردیا تو منصور نے حکم دیا کہ ان کو قید خانہ میں داخل کرو اور بازار میں منادی کراکے لوگوں کو جمع کرکے لوگوں کے سامنے روزانہ امام صاحب کو دس درے لگائے جائیں اسی طرح منصور کی طرف سے امام صاحب پر سختی اور کوڑوں کی مار جاری رہی کہ

امام صاحب کے جسم اطہر خون سے لہولہان ہو جاتے تھے دس دنوں تک امام صاحب کے ساتھ منصور کی یہ سختی جاری رہی اور امام صاحب اس شدید تکلیف کو برداشت فرماتے رہے پھر امام صاحب نے اپنے رب کریم کے دربار میں تضرع وزاری فرمائی دوسرے روز منصور کی طرف سے ایک پیالہ اہر آتو وہ امام صاحب کو دیا گیا کہ آپ اس کو پی لیں امام صاحب نے اپنی نگاہ ولایت سے معلوم کر لیا کہ اس میں زہر قاتل ہے پھر فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ اس میں کیا چیز ہے میں اپنی جان کے قتل میں خود مددگار نہیں بن سکتا یہ فرمایا اور پیالہ پھینک دیا پھر منصور کے حکم سے زبردستی امام صاحب کے منھ میں زہر ڈالا گیا یہ سب منصور کے سامنے ہوا جب امام صاحب نے موت کا احساس فرمایا دربار ایزدی میں سجدہ کے لئے پیشانی ڈالدی حالت سجدہ میں شہنشاہ اجتہاد ملت اسلامیہ کا علم بردار آفتاب علم ورشد اس دارفانی سے ۱۵۰ھ میں داصل بحق ہوا۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ نماز جنازہ کے لئے اتنی کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوئے جو شمار سے باہر تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدا کے منادی نے ملک کے گوشہ گوشہ میں ندا کر دی ہے لوگوں کی کثرت اور جگہ کی تنگی کیوجہ سے جنازہ کی نماز چھ مرتبہ پڑھی گئی اور آخری نماز جنازہ آپ کے لڑکے حضرت حماد نے پڑھی بعض لوگوں کا اندازہ ہے کہ پہلی مرتبہ جو لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوئے تھے ان کی تعداد پچاس ہزار سے زائد تھی دفن کے بعد بیس روز تک آپ کی قبر پر نماز جنازہ پڑھتے رہے آپ شہر بغداد خیزران کی قبرستان میں دفن ہوئے مولیٰ تعالیٰ اس مقدس روح پر کروروں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات سے ہم کو فیضیاب فرماتا رہے۔ آمین۔ آپ کی قبر پر ایک عظیم الشان پختہ قبہ بنا ہوا ہے اور اس کے بغل میں ایک بڑا مدرسہ قائم ہے۔

(خیرات الحسان) نیز خیرات الحسان فی مناقب النعمان میں ہے۔ اعلم انه لم یزل العلما وذووالحاجات یزورون قبرہ ویتوسلون عندہ فی قضاء حوائجهم ویرون نجحًا ذالك۔ یعنی خیرات الحسان میں احمد بن حجر مکّی شافعی فرماتے ہیں کہ اس بات کا یقین کرو کہ بیشک علماء اور حاجت مند حضرات اپنی اپنی حاجتوں کو لیکر امام صاحب کی قبر کی زیارت کو جاتے ہیں اور اپنی حاجتوں میں امام صاحب کو وسیلہ بناتے ہیں ان کی حاجتیں پوری ہوجاتی ہیں اور اسی خیرات الحسان میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فلما عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وجئت الیٰ قبرہ وسألت اللہ عندہ فتقضی سریعا۔ (ترجمہ) یعنی مجھے کوئی حاجت پیش آتی تو میں امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس آتا اور دو رکعتیں نماز ادا کرتا پھر ان کی قبر کے پاس سوال کرتا مولیٰ تعالیٰ فوراً میری مُراد پوری فرما دیتا سُبحان اللہ اس دنیا سے انتقال کے بعد بھی آپ کا فیض جاری وساری ہے عوام تو عوام علماءؒ وائمہ کرام بھی اپنی اپنی حاجتوں کو لے کر امام صاحب کے پاس جاتے اور ان کے وسیلہ سے مُنھ مانگی مرادوں سے اپنی اپنی جھولیاں بھر لیتے مُسلمانوں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس دردناک واقعہ سے پتہ چلا کہ اللہ کے مقبول بندے اولیاء اللہ کی قبروں پر ایک عظیم الشّان پختہ قبہ بنانا جائز ہے اسی کے ماتحت بعض علماء نے مشائخ وبزرگوں کی قبروں پر پختہ قبہ بنانا جائز کہا ہے اسی لئے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر بادشاہ سلجوقی نے بڑی عظمت وشان کا فرماں روا اور نہایت عادل وفیاض بادشاہ تھا ۴۵۹ھ میں امام صاحب کی قبر پر ایک پختہ قبہ اور اسکے قریب ایک عالی شان مدرسہ تیار کرایا افتتاح کی رسم میں بغداد کے بڑے بڑے علماء وعمائد شہر شریک ہوئے اگر یہ چیز بدعت ہوتی تو بغداد کے بڑے بڑے علماء کیوں شریک

ہوتے امام کا مزار پاک ایک مدت تک بوسہ گاہ خلائق رہا۔ امام ابو حنیفہ نے یہ رُتبہ حاصل کیا کہ چودہ سو برس کے بعد آج بھی ان کے مزار پر بڑے بڑے علماء اور شاہنشاہوں کے سر جھکتے ہیں اور امام صاحب کے وسیلہ سے اپنی اپنی حاجتوں میں فائز و کامیاب ہوتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن۔

امام صاحبؒ کی ذہانت اور فتویٰ اور مناظرہ

امام صاحب کی ذہانت ضرب المثل ہے اس لئے علامہ ذہبی نے فرمایا کہ کان من اذکیاء بنی آدم یعنی امام ابوحنیفہ اولاد آدم میں زیادہ ذکی گذرے ہیں مشکل سے مشکل مسئلوں میں ان کا ذہن اس تیزی سے صواب کو پہنچتا تھا کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ ایک شخص کسی بات پر اپنی بیوی سے ناراض ہوا اور قسم کھاکر کہا کہ جب تک تو مجھ سے نہ بولے گی میں تجھ سے نہ بولونگا عورت بھی تند مزاج تھی اسنے بھی قسم کھالی اور وہی الفاظ دُہرائے جو شوہر نے کہے تھے اسوقت تو غصہ میں کچھ نہ سوچا پھر دونوں کو بڑا افسوس ہوا شوہر امام سفیان ثوری کے پاس گیا اور صورت واقعہ بیان کی تو حضرت سفیان ثوری نے کہا قسم کا کفارہ دینا ہوگا اس سے چھٹکارا نہیں وہ غریب مایوس ہوکر امام ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورتِ واقعہ بیان کیا کہ للہ آپ کوئی تدبیر بتائیے امام صاحب نے فرمایا جاؤ شوق سے باتیں کرو کسی پر کفارہ نہیں ہے حضرت سفیان کو جب معلوم ہوا تو نہایت برہم ہوئے اور امام ابوحنیفہ کے پاس جاکر کہا کہ آپ لوگوں کو غلط مسئلے بتایا کرتے ہیں امام صاحب نے اس شخص کو بلایا اور کہا کہ تم دوبارہ واقعہ کی صورت بیان کرو اس شخص نے بعینہٖ اسی واقعہ کا اعادہ کیا سفیان ثوری کی طرف امام صاحب مخاطب ہوئے اور کہا کہ میں نے جو پہلے کہا تھا وہی اب کہتا ہوں حضرت سفیان نے کہا کیوں تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا جب عورت نے شوہر کو مخاطب کرکے وہ الفاظ کہے تو عورت کی طرف سے بولنے کی ابتداء پائی گئی پھر قسم کہاں باقی رہی تو حضرت سفیان نے کہا کہ حقیقت میں آپ کو جو بات وقت پر سوجھ جاتی ہے ہم لوگوں

کا وہاں تک خیال بھی نہیں پہونچتا۔

دوسرا واقعہ:۔ کوفہ میں ایک شخص نے بڑی دھوم دھام سے اپنے دو بیٹوں کی شادی ایک ساتھ کی دیمہ کی دعوت میں بڑے بڑے علماء اور اکابر کو مدعو کیا مسعر ابن کدام۔ حسن ابن صالح۔ سفیان ثوری۔ امام ابو حنیفہ شریک دعوت ہوئے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک صاحب خانہ گھبرایا ہوا گھر سے نکلا اور کہا غضب ہوگیا لوگوں نے کہا خیر ہے بولا کہ زفاف کی رات عورتوں کی غلطی سے شوہر اور بیبیاں بدل گئیں جو لڑکی جسکے پاس رہی وہ اس کا شوہر نہ تھا اب کیا کیا جائے حضرت سفیان نے کہا امیر معاویہ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی اتفاق ہوا تھا اس سے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا البتہ دونوں کو مہر دینا لازم ہوگا حضرت مسعر امام ابو حنیفہ کی طرف مخاطب ہوئے کہ آپ کی کیا رائے ہے امام صاحب نے کہا شوہر خود میرے سامنے آئے تو جواب دوں لوگ جاکر بلالائے امام صاحب نے دونوں سے الگ الگ پوچھا کہ رات کو جو عورت تمہارے ساتھ رہی وہی تمہارے نکاح میں رہے تم کو پسند ہے دونوں نے کہا ہاں امام صاحب نے کہا کہ تم اپنی اپنی بیوی کو جن سے تمہارا نکاح بندھا تھا طلاق دے دو اور ہر شخص اس عورت سے نکاح پڑھالے جو اس کے ساتھ ہم بستر رہ چکی حضرت سفیان نے جو جواب دیا اگرچہ فقہ کے رو سے وہ بھی صحیح تھا کیوں کہ یہ صورت وطی بالشبہ کی ہے جس سے نکاح نہیں ٹوٹتا لیکن امام صاحب نے مصلحت کو پیش نظر رکھا اور جانتے تھے کہ موجودہ صورت میں نکاح کا قائم رکھنا غیرت وحمیت کے خلاف ہوگا۔ کسی مجبوری سے زوجین نے مان بھی لیا تو دونوں میں خلوص واتحاد پیدا نہ ہوگا جو تزویج کا مقصود اصلی ہے اس کے ساتھ مہر کی بھی تخفیف ہے، کیونکہ خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دی جائے تو صرف آدھا مہر لازم آتا ہے ...... ایک دفعہ

بہت سے لوگ جمع ہو کر آئے کہ قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں امام صاحب سے گفتگو کریں، امام صاحب نے کہا کہ اتنے آدمیوں سے میں تنہا کیوں کر بحث کر سکتا ہوں، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس مجمع سے کسی کو منتخب کر لیں جو سب کی طرف سے اس کا کفیل ہو، اور اس کی گفتگو پورے مجمع کی سمجھی جائے لوگوں نے منظور کیا تو امام صاحب نے کہا کہ جب آپ نے یہ منظور کر لیا تو بحث کا خاتمہ بھی ہو گیا، آپ نے جس طرح ایک شخص کو سب کی طرف سے بحث کا مختار کر دیا اسی طرح امام نماز بھی تمام مقتدیوں کی طرف سے قرأت کا کفیل ہوتا ہے، حقیقت میں امام صاحب نے اُس حدیث کی تشریح کر دی ہے، جس کو خود امام صاحب نے بسند صحیح رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہونچایا ہے. وہ حدیث یہ ہے کہ من صلی خلف الامام فقرأۃ الامام قرأۃ لہ یعنی جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے یہ امام صاحب کے خصوصیات سے ہے کہ وہ مشکل سے مشکل مسئلہ کو ایسے عام فہم لب ولہجہ میں سمجھا دیتے کہ مخاطب کے ذہن نشیں ہو جاتا اور بحث نہایت جلد اور آسانی سے طے ہو جاتی تھی۔

امام اوزاعی کہ شہر شام کے امام اور فقہ میں ایک مستقل مذہب کے بانی تھے۔ مکہ معظمہ میں امام ابو حنیفہ سے ملے اور کہا کہ عراق والوں کو نہایت تعجب ہے کہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے حالانکہ میں نے زُہری سے انھوں نے سالم بن عبد اللہ سے انھوں نے عبد اللہ ابن عمر سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان موقعوں پر رفع یدین کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہ نے ان کے مقابلہ میں حماد، ابراہیم نخعی، علقمہ، عبد اللہ ابن مسعود کے سلسلے سے حدیث

روایت کی کہ آنحضرت ان موقعوں پر رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ امام اوزاعی نے کہا سُبحان اللہ میں تو زہری، سالم عبداللہ کے ذریعہ سے حدیث بیان کرتا ہوں آپ ان کے مقابلہ میں حماد، نخعی، علقمہ کا نام لیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ میرے راوی آپ کی روایت سے فقیہ ہیں اور عبداللہ ابن مسعود کا رتبہ تو آپ کو معلوم ہی ہے اسلئے ان کی روایت کو ترجیح ہے اس لئے کہ ہماری روایت عبداللہ ابن مسعود تک منتہی ہوتی ہے اور فریق مخالف کی عبداللہ ابن عمر تک بحث کا تمام تر مدار اس پر آجاتا ہے کہ ان دونوں میں کس کی روایت ترجیح کے قابل ہے۔ عبداللہ ابن مسعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پوری اور پختہ عمر کو پہونچ چکے تھے جیسا کہ حدیثوں میں وارد ہے کہ جماعت کی صف اوّل میں جگہ پاتے تھے بخلاف اس کے عبداللہ ابن عمر ان کے محض سن کا آغاز تھا اور ان کو دوسری اور تیسری صف میں کھڑا ہونا پڑتا تھا اس لئے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حرکات و سکنات سے واقف ہونے کے جو موقعے عبداللہ ابن مسعود کو مل سکے عبداللہ ابن عمر کو کیوں کر حاصل ہو سکتے تھے۔ امام اوزاعی امام صاحب کی اس گفتگو سے خاموش رہ گئے۔

حضرت ابو قتادہ کو فقہ سے زیادہ تفسیر میں دعوے تھا۔ بولے جس کو تفسیر کے متعلق پوچھنا ہو پوچھے۔ امام صاحب نے کہا اس آیت کے معنی کیا ہیں۔ قال الذی عندہٗ علم من الکتاب انا اٰتیک بہٖ قبل ان یرتد الیک طرفک یہ وہ قصہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے درباریوں سے بلقیس کے تخت لانے کی فرمائش کی تو ایک شخص نے جو آصف بن برخیہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر تھے فرمایا کہ میں چشم زدن میں

لادوں گا، اہلِ کتاب کی روایت ہے کہ آصف بن برخیہ اسمِ اعظم جانتے تھے، جس کی تاثیر سے ایک دم میں شام سے یمن لہ ہونچ کر تخت اٹھالائے، یہی روایت عام مسلمانوں میں پھیل گئی تھی اور اسی کے متعلق اس آیت کا مطلب بیان کیا جاتا تھا قتادہ نے بھی یہی معنی بیان کئے امام ابو حنیفہ نے کہا کہ حضرت سلیمان خود بھی اسم اعظم جانتے تھے۔ یا نہیں تو حضرت قتادہ نے کہا نہیں تو امام صاحب نے کہا کیا آپ اس بات کو جائز رکھتے ہیں کہ نبی کے زمانہ میں ایسا شخص موجود ہو جو خود نبی نہ ہو اور نبی سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ قتادہ کچھ جواب نہ دے سکے اور خاموش ہو گئے۔

یحییٰ ابن سعید انصاری کوفہ کے قاضی تھے اور منصور کے دربار میں بڑا جاہ و جلال رکھتے تھے تاہم کوفہ میں ان کا وہ اثر قائم نہ ہو سکا جو امام ابو حنیفہ صاحب کا تھا۔ اس پر ان کو تعجب ہوتا تھا اور لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ کوفہ والے عجب سادہ دل ہیں کہ تمام شہر ایک شخص کے اشاروں پر حرکت کرتا ہے۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے ابو یوسف وزفر اور چند ممتاز شاگردوں کو بھیجا کہ قاضی صاحب سے مناظرہ کریں امام ابو یوسف نے تقریر شروع کی، مسئلہ یہ تھا کہ اگر ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہو اور صرف ایک شخص آزاد کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا نہیں۔ قاضی یحییٰ نے کہا وہ نہیں کر سکتا اس لئے کہ حدیث میں لاضرر ولاضرار یعنی وہ کام جس سے کسی شخص کو ضرر ہو جائز نہیں۔ صورت زیرِ بحث میں چونکہ شریک کا ضرر ہے، اس لئے شریک اوّل ایسے فعل کا مجاز نہیں ہو سکتا۔

امام ابو یوسف نے کہا اگر دوسرا شریک آزاد کرے۔ قاضی یحییٰ بولے

تب جائز ہے اور غلام آزاد ہو جائے گا، امام ابو یوسف نے کہا آپ نے خود اپنے قول
کی مخالفت کی کیوں کہ آپ کے نزدیک ایک شریک کے آزاد کرنے سے غلام آزاد نہیں
ہوتا۔ یعنی اسی طرح غلام رہتا ہے، صورت مذکور میں جب ایک شریک نے آزاد کر دیا تو
آپ کے نزدیک اس کا یہ فعل بالکل بے اثر رہا یعنی وہ اسی طرح غلام باقی رہا جیسے پہلے
تھا۔ اب دوسرے شریک کے آزاد کرنے سے کیوں کر آزاد ہو سکتا ہے۔

ایک دن اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ، قاضی ابن ابی
لیلیٰ شریک، امام ابو حنیفہ ایک مجلس میں جمع تھے، شائقین علم کو اس سے بہتر موقع
کیا مل سکتا تھا، ایک شخص نے آکر مسئلہ پوچھا کہ چند آدمی ایک جگہ جمع تھے کہ دفعتاً ایک
سانپ نکلا اور ایک شخص کے بدن پر چڑھنے لگا اس نے گھبرا کر پھینک دیا وہ دوسرے
شخص پر جا گرا، اس اضطراب میں ایسا ہی کیا یونہی ایک دوسرے پر پھینکتے رہے یہاں تک
کہ اخیر شخص کو اس نے کاٹا اور وہ مر گیا دیت کس پر لازم آئے گی یہ فقہ کا ایک دقیق مسئلہ
تھا، سب کو تامل ہوا کسی نے کہا سب کو دیت دینی ہو گی۔ بعضوں نے کہا صرف پہلا
شخص ذمہ دار ہو گا، سب کے سب مختلف الرائے تھے اور باوجود بحث کے کچھ تصفیہ
نہیں ہوتا تھا۔ ابو حنیفہ چپ تھے اور مسکراتے تھے۔ آخر سب نے ان کی طرف خطاب
کیا کہ آپ بھی تو اپنا خیال ظاہر کیجئے۔ تو امام صاحب نے فرمایا جب پہلے شخص نے دوسرے
پر پھینکا اور وہ محفوظ رہا تو پہلا شخص بری الذمہ ہو چکا، اسی طرح دوسرا اور تیسرا بھی بحث
اگر ہے تو اخیر شخص کی نسبت ہے اس کی دو حالتیں ہیں، اگر اس کے پھینکنے کے ساتھ ہی
سانپ نے اس شخص کو کاٹا ہے تو اس پر دیت لازم آئے گی اور اگر کچھ وقفہ ہو تو یہ

شخص بھی بری الذمہ ہو چکا۔ اگر اب سانپ نے اس کو کاٹا ہے تو اس کی خود غفلت ہے کہ اس نے اپنی حفاظت میں جلدی اور تیز دستی کیوں نہ کی، اس رائے سے سب نے اتفاق کیا اور امام صاحبؒ کی تعریف کی۔

ربیع جو خلیفہ منصور کا ہم نشین تھا، امام ابو حنیفہ سے عداوت رکھتا تھا۔ ایک دن امام صاحبؒ حسب الطلب دربار میں گئے، ربیع بھی حاضر تھا۔ منصور سے کہا کہ حضور یہ شخص امیر المومنین کے جد بزرگوار عبد اللہ بن عباس کی مخالفت کرتا ہے ان کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بات پر قسم کھائے اور دو ایک روز کے بعد انشاء اللہ کہہ لے تو وہ قسم داخل سمجھا جائے گا اور قسم کا پورا کرنا ضرور نہ ہو گا۔ ابو حنیفہ اس کے خلاف فتوٰے دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ انشاء اللہ کا لفظ قسم کے ساتھ ہو تو البتہ جزو قسم سمجھا جائے گا ورنہ قسم لغو و بے اثر ہے۔ امام صاحبؒ نے کہا امیر المومنین ربیع کا خیال ہے کہ لوگوں پر آپ کی بیعت کا کچھ اثر نہیں، منصور نے کہا یہ کیوں کر امام صاحبؒ نے کہا ان کا گمان ہے کہ جو لوگ دربار میں آپ کے ساتھ بیعت خلافت کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں پھر گھر پر جا کر انشاء اللہ کہہ دیا کرتے ہیں جس سے قسم بے اثر ہو جاتی ہے۔ ان پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں رہتا، منصور ہنس پڑا اور ربیع سے کہا کہ تم ابو حنیفہ کو مت چھیڑو ان پر تمہارا کوئی داؤ نہیں چلے گا امام صاحبؒ دربار سے اٹھے تو ربیع نے کہا آج تو آپ نے میری جان ہی لے چکے تھے فرمایا یہ تو تمہارا ارادہ تھا میں نے تو صرف مدافعت کی ہے۔

ابو العباس جو منصور کے دربار کا ایک معزز آدمی تھا امام صاحبؒ کا دشمن تھا اور ہمیشہ ان کو ضرر پہونچانے کی فکر میں رہتا تھا، ایک دن امام صاحب کسی ضرورت سے

دربار میں گئے اتفاق سے ابو العباس بھی حاضر تھا لوگوں سے کہا آج ابو حنیفہ میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتے امام صاحب کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ ابو حنیفہ کبھی کبھی امیرالمومنین ہم لوگوں کو بلا کر حکم دیتے ہیں کہ اس شخص کی گردن اڑا دو ہم کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ شخص واقعی مجرم ہے یا نہیں، ایسی حالت میں ہم کو اس کے حکم کی تعمیل چاہئے یا انکار امام صاحب نے کہا تمہارے نزدیک خلیفہ کے احکام حق ہوتے ہیں یا باطل منصور کے سامنے کس کی تاب تھی کہ احکام خلافت کی نسبت ناجائز ہونے کا احتمال ظاہر کر سکے۔ ابو العباس کو مجبوراً کہنا پڑا کہ حق ہوتے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا پھر حق کی تعمیل میں پوچھنا کیا ہے۔ ابو العباس سخت نادم ہوا۔

ایک مرتبہ امام صاحب کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے احتیاطاً اپنا روپیہ گھر میں دفن کر دیا تھا مجھ کو وہ جگہ یاد نہیں رہی کہ وہ روپے کہاں دفن ہیں لہٰذا آپ مجھ کو بتاویں کہ وہ روپے کہاں ہیں مجھ کو اس کی سخت ضرورت ہے، امام صاحب نے کہا کہ یہ مسئلہ تو فقہ میں مذکور نہیں ہے اس شخص نے بڑی لجاجت کی تو امام صاحب نے کہا کہ جاؤ آج کی رات نماز پڑھو اس شخص نے نماز پڑھنی شروع کر دی تھوڑی ہی دیر نماز پڑھی تھی کہ اس کو یاد آ گیا کہ روپے فلاں جگہ ہیں۔ وہ نماز توڑ کر فوراً گیا اور روپے پا گیا۔ دوڑتا ہوا امام صاحب کی خدمت میں پہونچا کہ حضور ابھی تھوڑی دیر نماز پڑھی تھی کہ وہ اپنے روپے مل گئے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اے [illegible] شیطان [illegible] گوارہ تھا کہ تم رات بھر نماز پڑھتے اسلئے اس نے جلد یاد دلا دیا پھر بھی [illegible] شکریہ میں رات بھر عبادت کرتے نمازیں پڑھتے رہتے۔
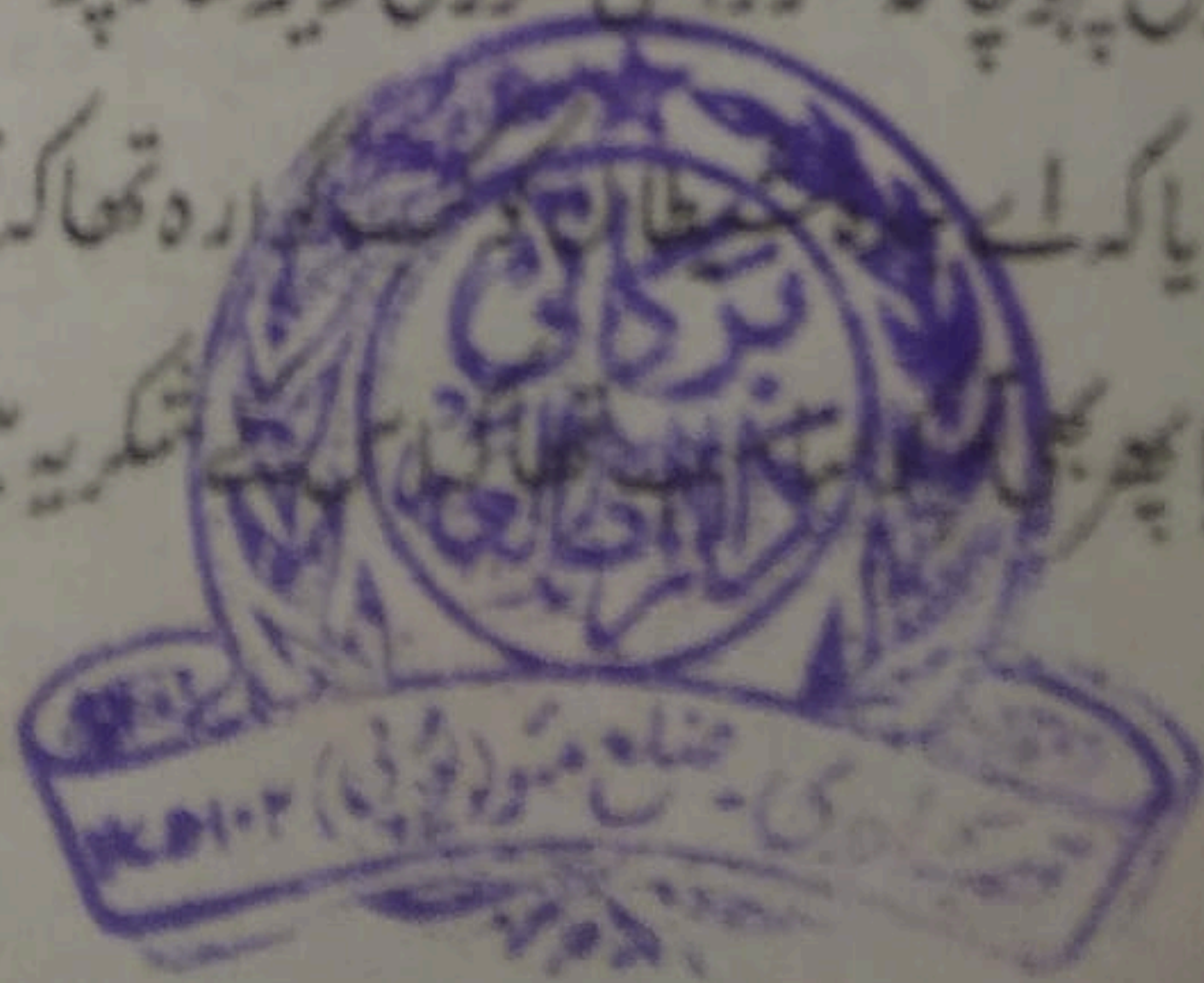
بحر العلوم

علوم وفنون واعتقادات اسلامی کی بقا وتحفظ کے پیش نظر سنہ ۱۳۵۴ھ [illegible]
مولانا ابو المحامد حکیم احمد علی صاحب سنی حنفی مئوی علیہ الرحمہ وحضرت مولانا عبد الرحمن صاحب ضوی
مئوی علیہ الرحمہ یہ مایہ ناز ہستیاں بحر العلوم کا قیام عمل میں لائیں۔ جسکی سنگ بنیاد فقیہ النفس حضرت
صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ وحضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے سنہ ۱۳۶۶ھ میں
رکھا۔ اور آج استاذ العلماء حضرت علامہ محدث ثناء اللہ صاحب قبلہ کی سربراہی میں بحر العلوم سے سیکڑوں حفاظ
اور کثیر التعداد علماء وفضلاء نکلکر ہندوستان کے گوشے گوشے میں تبلیغ واشاعت دین اور دینی تعلیمی خدمات
انجام دے رہے ہیں۔ بحر العلوم میں درس نظامیہ کے علاوہ پرائمری۔ منشی۔ کامل۔ مولوی۔ عالم۔ فاضل
نیز انگریزی۔ ہندی۔ ریاضی کی مفت تعلیم دیجاتی ہے۔ ہر سال ہندوستان کے مختلف صوبجات کے
غریب ونادار طلباء تعلیم وتربیت حاصل کرتے ہیں جنکی ضروریات کی کفالت مدرسہ کرتا ہے۔ بحر العلوم
کی بڑھتی ہوئی ترقی۔ طلباء کی کثرت اور مزید تعلیمی امور کی سہولت کے پیش نظر عمارت میں توسیع۔ تعداد
مدرسین میں اضافہ اور مطبخ میں وسعت اشد ضروری ہے۔

لہٰذا ہمدردان قوم وملت سے درخواست ہیکہ اپنے صدقات۔ زکوٰۃ وعطیات سے بحر العلوم کی امداد
فرماکر ادائے فرض سے سبکدوشی کیساتھ ساتھ اشاعت علم دین کا اجر وثواب بھی حاصل کریں اور دارین
کی نعمتوں سے سربلند ہوں۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

(مولانا) منیر احمد ناظم اعلیٰ بحر العلوم مئو ناتھ بھنجن

افضل پریس مئو